نظریہ امامت......مذاہب اسلامیہ کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

The Theory of Imamat: A Comparative and Research Study of the Islamic Factions

واجد علی*

ڈاکٹر مطلوب احمد رانا**

Abstract:

In the Holy Quran Allah Alimighty Addresses human beings as his representatives or vicegerents on the earth providing them with necessary skills principles and tools to lead their lives towards glory. And also to lead address towards realizing their fullest potential, as the presentative Allah Almighty himself human beings are assigned great faculties and qualities. Allah sent his Prophets for the guidance of mankind. Khalifa or Khalifah is the name or title which means "successor" "deputy" or steward. In most commonly refers to the leader of a caliphate, but is also used as a title among the various Islamic religious groups. Khalifah a person considered a religious successors to the Islamic Prophet Muhammad Ibn-e-Abdullah (P.B.U.H) a leader of the entire Muslim community. Imam is also title indicating leadership governance or rule. Imam is used in a vide vriety of context. He leads by standing infront of the rows worshipers for the diginity of his knowledge Imamat means setting an example taking the lead in religious matter performing the function of Imam.Imamat the territory governered by an Imam. Imam a scholar who is deemed educated enough usually an Alim, Mufti or Mujthid.

Imamat or Leadership of to types Sughra and Kubra. Sughra refers to Imamat in Namaz. Imamat-e-Kubrah refers to leading the Muslims in religious issues as the representative of Prophet (P.B.U.H).

KeyWords:Khalifa, Khalifat, Vicegerents, Imam, Imamate, Prophet, Governance, Leadership.

قرآن مجید میں لفظ امام ۱۲ مختلف آیات مبارکہ میں آیا ہے۔ مذاہب اسلامیہ میں سے مذاہب اربعہ ، حنفیؒ،مالکیؒ، شافعیؒ، حنبلیؒ کے نزدیک امامت سے مراد دین کی حفاظت کرنے اور اس کے ذریعے سے دنیاوی اُمور کی تدبیر اور نظم ونسق کرنے میں نبوت کی نیابت کا نام ہے۔امام سے مراد مذہبی اور دینی قائد ہے جو ریاست کے امور کو بہتر طور پر سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔امامت ایسی بنیاد ہے جس پر ملت اسلامیہ کے قواعد اور اُمت کے مصالح کا نظم قائم ہوتا ہے۔ جبکہ مذاہب اسلامیہ میں سے فقہ جعفری میں

---

* پی۔ایچ۔ڈی سکالر،جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

**سپروائزر:ڈاکٹر مطلوب احمد رانا،ایسوسی ایٹ پروفیسر جی سی یونیورسٹی،فیصل آباد

امام یاامامت اصول دین میں سے امام مامور من اللہ ہے۔امام معصوم عن الخطا ہے اور حضرت علیؓ سے امام محمد مہدیؒ تک بارہ امام ہیں۔امام المنتظر مشیت ایزدی کے مطابق قیامت کے قریب ان کا ظہور ہو گا۔اسی طرح اسماعیلی نقطۂ نظر کے مطابق سات امام ہیں، انہیں ہفت امام بھی کہا جاتا ہے۔اسماعیلی ہر امام کو امام عصر یاصاحب الوقت کہتے ہیں۔

عباسی دور حکومت میں بھی ابراہیم بن محمد نے لقب امام اختیار کیااور مہدی عباسی کے دور میں یہ لقب عباسی سکوں پر بھی لکھا گیا۔مامون الرشید نے امام المسلمین کا لقب اختیار کیا۔عباسی خلفاء میں سے بعض نے اپنے آپ کوامام الاعظم بھی کہا۔امویوں نے اندلس میں اور فاطمیوں نے مصر میں یہ لقب پسند کیا۔

امامت مکمل ریاست کی عمومی قیادت ہے۔امامت دین کی حفاظت کرنے اور دنیاوی اُمور کی تدبیر نظم و نسق کرنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا نام ہے۔جس طرح امامت، خلافت، امارت مترادف المعنیٰ ہے، اسی طرح امام، خلیفہ، امیر المؤمنین، اولی الامر بھی مترادف المعنیٰ ہے۔اس لیے منصب امامت و خلافت پر فائز شخص کو امام، خلیفہ اور امیر المؤمنین کہا جاتا ہے۔مذاہب اسلامیہ میں سے مذہب اربعہ کے نزدیک ریاست کی حکمرانی امامت کبریٰ ہے اور نماز میں جماعت کی امامت امامت صغریٰ ہے

ذیل میں امامت وامام کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

امامت وامام کا لغوی معنیٰ:

ابن منظور افریقی نے امام کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

الامامۃ والامام کل من ائتم بہ قوم کانوا علی صراط المستقیم آو کانوا ضالین(1)

ترجمہ: امامت اور امام ہر وہ شخص جس کی کوئی قوم اقتداء کرے۔چاہے وہ قوم سیدھے راستے پر ہو یا گمراہی پر ہو۔

ابن ابی القاسم الحسن بن محمد المعروف راغب اصفہانی امامت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

الامام الموتم بہٖ انسانا کان یقتدیٰ بقولہٖ او فعلہٖ او کتابا او غیر ذالک محقا کان آو مبطلا وجمعہٗ أئمۃ (2)

ترجمہ: امام سے مراد ایسا انسان جس کی پیروی کی جائے یعنی اس کے قول، فعل یا تحریر کی پیروی کی جائے۔ وہ حق ہو یا باطل اور امام کی جمع آئمہ آتی ہے۔

اسماعیل بن حماد الجوہری نے الصحاح میں امام کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

الامام الذی یقتدیٰ بہٖ وجمعہٗ أیمۃ و اصلہٗ أیمۃ علی فاعلۃ (3)

ترجمہ: امام سے مراد وہ حق ہے جس کی پیروی کی جائے اور امام جمع آئمہ ہے اس کی اصل آئمہ ہے جو کہ فاعلۃ کے وزن پر ہے۔

خلیل احمد فراہیدی نے کتاب العین میں امام کا معنی اس طرح رقم کیا ہے:

الامام ۔ وکل من اقتدیٰ بہٖ وقدم فی الامور فھو امام والامام بمنزلۃ القدام وفلان یؤم القوم ای یقدمھم (4)

ترجمہ: امام سے مراد وہ ہے جس کی اقتداء کی جائے اور تمام امور میں اس کو مقدم نمونہ سمجھا جائے اسے امام کہتے ہیں۔ امام پیش رو کے مقام و منزلت پر ہے۔ جب عربی میں کہا جاتا ہے فلان یؤم القوم تو اس کا مطلب ہے کہ وہ قوم کا رہنما ہے۔

مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی نے القاموس المحیط میں امام کا مفہوم ان الفاظ میں واضح کیا ہے:

الامام نقیض الوراء کقدام یکون اسماً و ظرفاً (5)

ترجمہ: امام کا معنی آگے اور الوراء کا معنی پیچھے، لہذا امام الوراء کا الٹ ہے۔ جیسا کہ قدّام بھی الوراء کا الٹ ہے۔ امام بعض اوقات اسم اور بعض اوقات ظرف ہوتا ہے۔

فرہنگ منتخب الغات میں امام کا مفہوم ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

امام بالفتح پیش او بالکسر پیشوا و پیشوایان در راہ ورھنما وحدی کنندہ و جانب قبلہ و نیز کرانہ زمین و کتاب سماوی الوح محفوظ و منظر خوب ور شتہ معمار کہ بدان بنا راست کند و یغار سی آنزار ژہ گویند (6)

ترجمہ: امام زبر کے ساتھ ہو تو آگے کے معنی میں ہے اور اگر زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو پیشوا، راہ کے ہادی، قبلہ کی جانب، مرکز زمین، آسمانی کتاب، لوح محفوظ، دلنشین منظر، معمار کا وہ دھاگہ یا ڈوری جس سے وہ عمارت کی سیدھ قائم کرتا ہے۔

الجرجانی نے کتاب التعریفات میں امام کا مفہوم اس طرح لکھا ہے:

الامام۔الذی لہ الریاسۃ العامۃ فی الدین والدنیا جمیعا۔(7)

ترجمہ: امام سے مراد ایسی شخصیت ہے جس کے لیے دین اور دنیا میں ریاست عامہ ہو۔

آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک ورلڈ میں امام کا مفہوم ان الفاظ میں درج ہے:

The Oxford encyclopedia of Modern Islamic world. Imam a title indicating leadership, Governance or rule. An Imam is used in a vide variety of content by the both Sunni and Shiis Muslims. The most common contemporary use of the word is to designate the leader of congregational prayers this being justified by the Etymological sense of Imam as one of who stands in front.

According to the Sunni Muslims the one who is exercising general leadership in both religious and political affairs. According to the Shiis Muslims for whom recognition of the legitimate leader of the Muslims community was an essential article faith. The successors of twelve figures, identified by the majority of shiis successors to the prophet , were seen by them to possess not only the right to the rule but also inerrancy and therefore, supreme authority in all matters of jurisprudence and Quranic exegesis. (8)

ترجمہ: لفظ امام سے مراد قیادت، حکمرانی کرنے والا ہے۔ سنی اور شیعہ مسلمانوں کے نزدیک وسیع قسم کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ لفظ اپنے زمانے کے مذہبی قائد کے لیے ہے جو مذہبی اجتماعات میں بطور پیش نماز ہوتا ہے۔اشتقاق الفاظ کے ساتھ اس کا جواز اس طرح بھی پیش کیا جاتا ہے کہ امام سے مراد وہ ہے جو لوگوں کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔یعنی امام جماعت۔

اہل سنت کے نزدیک دونوں قسم کے معاملات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے اہل تشیع کے نزدیک ''امام وامامت'' اصول دین میں سے ہے اور مسلم معاشرے میں ہر ایک کے لیے جزو ایمان ہے اور یہ کہ پیغمبر اکرمؐ کے بارہ جانشین جو کہ ان کی نسل سے ہیں۔ نہ صرف وہ حکمرانی کے حقدار ہیں بلکہ تمام معاملات زندگی میں اعلیٰ سند ہیں، فقہ اور قرآن پاک کی تفسیر میں سب سے بڑے رہنما ہیں۔

نعیم اختر سندھو، ہندو پاک میں مسلم فرقوں کا انسائیکلوپیڈیا میں امام کا معنی ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

ام عربی زبان میں ماں کو کہتے ہیں۔ چونکہ ماں بچے کی اصل ہوتی ہے۔ عربی میں امام دو الفاظ امُ امُ سے مرکب ہو کر بنا ہے۔ام کے لفظی معنی ابتداء، انجام، اصل، جڑ کے ہیں۔ پس امام کے معنی ابتداء والا انجام والا ہے۔(9)

امام سے مراد سپہ سالار بھی ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، کلام اور لغت وغیرہ میں علوم کے عظیم ماہروں کو بھی امام کہا جاتا ہے۔ جیسے امام تفسیر ابن جریر امام حدیث محمد بن اسماعیل بخاری امیر کو بھی امام کہتے ہیں۔

مذاہب اسلامیہ کے نزدیک امامت اجماع اُمت یا اہل حل وعقد کی منظوری سے ہوتی ہے۔(10)

امامت کی ضرورت واہمیت:

امامت پیغمبر اکرمؐ کی نیابت میں تمام مسلمانوں کے دینی و دنیوی امور کی سرپرستی ورہنمائی کا نام ہے۔ مذاہب اسلامیہ میں سے مذاہب اربعہ کے نزدیک تصور امامت و خلافت کا ایک ہی مفہوم ہے۔امام خلیفہ، امیر المؤمنین سے مراد حاکم وقت اولوالامر ہے۔ جو امامت کبریٰ پر فائز ہوتا ہے اور شریعت اسلامیہ میں احکامات اسلامیہ کی رہنمائی کرنے والا امامت صغریٰ پر فائز ہے۔ مختلف فقہاء اور ملت اسلامیہ کے سیاسی مفکرین کے ہاں لفظ امام مختلف اصطلاحات کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔

☆ .ابوالنصر فارابیؒ(م۳۳۹ھ)اولوالامر کو" الرئیس الاول" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔(11)

☆ المسعودیؒ(م۳۴۷ھ)اسے" امیر المومنین" کہتے ہیں (12)

☆ الجصّاصؒ(م۳۷۰ھ)اسے" السلطان" کا نام دیتے ہیں (13)

☆ ابوالحسن علی الماوردیؒ(۴۵۰)اسے" امام" کا نام دیتے ہیں (14)

☆ ابویعلیٰؒ(۴۵۸ھ) بھی اسے" امام" کا نام دیتے ہیں (15)

☆ نظام الملک طوسیؒ(م۴۸۵ھ)اسے" الملک" کا نام دیتے ہیں (16)

☆ الشہر الستانیؒ(م۵۴۸ھ)سے" الامام الحق" کا نام دیتے ہیں (17)

☆ المرغینانیؒ(م۵۹۳)اولوالامر کو" الامام" کہتے ہیں (18)

☆ ابن رشدؒ(م۵۹۵ھ)اسے"سلطان الامر" کہتے ہیں (19)

☆ الرازیؒ(م۶۰۶)اسے" امیر الامراء" کہتے ہیں (20)

☆ ابن جماعۃؒ(م۷۳۳ھ)اسے" خلیفہ" اور" امام" کے اسماء سے یاد کرتے ہیں (21)

☆ ابن کثیرؒ(م۷۷۴ھ)اسے" اکبر الامراء" کہتے ہیں (22)

☆ ابن خلدونؒ(م۸۰۸ھ)اسے" الامام الاکبر" کا نام دیتے ہیں (23)

☆ جلال الدین السیوطیؒ (م۹۱۱ھ) اسے ''خلیفہ'' کہتے ہیں (24)
نظریہ امامت ایک اجتماعی منصب ہے جو کہ دنیا کی تمام اقوام وملل کے درمیان موجود ہے۔ جیسا کہ رئیس جمہوریہ اور وزیر اعظم کا منصب اجتماعی ہے۔ جو کہ دنیا کی تمام اقوام وملل کے درمیان موجود ہے۔ امام بھی رسول اللہ کی وفات کے بعد ایسے ہی ہے جس کو کچھ لوگ یا شخص منتخب کرتا ہے جس کے ہاتھ میں لوگوں کے اُمور کی باگ ڈور ہوتی ہے۔ امام کی اتنی علمی صلاحیت ہو کہ مسلمانوں کا قاضی بن سکے۔ جنگی اُمور میں گہری سوجھ بوجھ رکھتا ہو۔ ملک کی سرحدوں کا تحفظ کر سکتا ہو۔ اسلام واُمت کے بنیادی اصولوں کی نگہبانی کر سکتا ہو۔ ظالموں سے انتقام لے سکتا ہو۔ اجتماعی مصالح میں بصیرت رکھتا ہو۔ (25)

جمہور کا عقیدہ ہے کہ امام گناہوں کے ارتکاب یا ظلم وجبر کی صورت میں امام کو منصب امامت سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے خلاف شورش واجب نہیں ہوتی بلکہ واجب ہے کہ اسے واضح ونصیحت کریں۔ مذاہب اسلامیہ میں نظریہ امامت ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ امام کبریٰ اور امامت صغریٰ کی ذمہ داری پوری کرنا اور معاشرے کو اسلامی اصولوں کے مطابق چلانا امامت کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ خلیفہ اور امام اسلامی مملکت میں رئیس اعلیٰ ہوتا ہے۔ خلیفہ اور امام کا کام دین اسلام کا نفاذ اور اسلامی ریاست میں حدود وقیود کو قائم کرنا ہوتا ہے۔ منصب امامت پر فائز انسان کا کام حدود الٰہی کا نفاذ ہے۔ اگر کسی امام کا انتقال ہو جائے تو وہ شخص جامع الشرائط ہے۔ امر امامت اپنے ہاتھوں میں لے سکتا ہے۔ امام کا تعین اہل حل وعقد کی بیعت سے ثابت ہوتا ہے۔ امامت کبریٰ کی ذمہ داریوں کے لیے ایک ایسی ہستی درکار ہوتی ہے جو سیاست عامہ کے قائد یعنی امیر وامام کی حیثیت سے اپنے محافظ اُمت کے اختیار کی نمائندگی اور شوریٰ کی طرف سے حکومت کی قیادت اعلیٰ پر فائز ہوتی ہے۔ قانونِ مملکت میں اس ہستی کو متعدد خطاب دیئے گئے ہیں۔ جن میں امام اولوالامر، خلیفۃ المسلمین کو اول درجہ کی اہمیت حاصل ہے۔ (26)

امام اعظم، امام اکبر یہ نام اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ امام حکومت کا لیڈر اور اہل حل وعقد اور شوریٰ کا قائد ہے۔ اولوالامر ہستی وہ ہے جو صاحب امر ہو، جس کا معنی یہ ہے کہ پوری طرح حکومت کا ذمہ دار ہو، اولوالامر کا اصل اطلاق مجلس حکومت، امیر اور حل وعقد پر ہوتا ہے۔

امام ایک سے زائد ہو تو اس سے اُمت میں اختلاف وانتشار پیدا ہوگا، دینی ودنیاوی اُمور معطل ہو کر رہ جائیں گے۔

قاضی ابو یعلیٰ لکھتے ہیں:

وعقد الامۃ لمن لقوم لھا فی الامامۃ واجب بالاجماع۔

ریاست کی سربراہی کے لیے اس شخص کا تقرر جو یہ فرض انجام دے سکتا ہو بالاجماع واجب ہے۔(27)

امامت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ(28)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور ان کی بھی جو تم میں سے صاحب حکم ہوں۔

اولامر کی تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں لیکن زیادہ راجح قول یہ ہے کہ اس سے مراد امراء وحکام ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ ہی منقول ہے۔ امام طبری نے بھی اسی معنیٰ کو ترجیح دیا ہے۔ امام النوویؒ کے بقول جمہور کا قول یہی ہے۔(29)

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ)

ترجمہ: اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔(30)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمائی گئی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری جس کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث نہ فرمائے ہوں۔ ہر ایک نے فریضۂ دعوت کو بہتر سے بہتر انجام دیا۔ ہر ایک کی دعوت کے آثار اس کی رہنمائی کے نقوش جب تک محفوظ ہیں اس وقت تک کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر دور میں امامت کی ضرورت موجود ہے۔"(31)

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: (اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) (32)

ترجمہ: تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی اور رہبر ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

حدثنا عبدان أخبرنا عبداللّٰہ عن یونس عن الزہری أخبرنی أبو سلمۃ بن عبدالرحمن أنہ سمع أبا ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال من أطاعنی فقد أطاع اللّٰہ ومن عصانی فقد عصی اللّٰہ و من أطاع أمیری فقد أطاعنی ومن عصی أمیری فقد عصانی۔(33)

عبدان، عبداللہ، یونس، زہری، ابو سلمہ بن عبدالرحمن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

حدثنا مسدد حدثنا یحییٰ بن سعید عن شعبۃ عن أبی التیاح عن أنس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اسمعوا واطیعوا وإن استعمل علیکم عبد حبشی کأن رأسہ زبیبۃ۔(34)

مسدد، یحییٰ، شعبہ، ابوالتیاح، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو! اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی کیوں نہ حاکم بنایا جائے۔ جس کا سر کشمش کی طرح (چھوٹا سا) ہو۔

پیغمبر اکرمؐ سے ایک نقل شدہ روایت ہے:

من مات و لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ۔(35)

ترجمہ۔ جو اس حال میں مرے کہ اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانتا ہو جاہلیت کی موت مرا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ارشاد مبارک ہے:

سمعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول :و من مات و لیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ۔(36)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو شخص امام کی بیعت کے بغیر مرا وہ جاہلیت کی موت مرا

قال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : من مات ولیس علیہ امام فمیتتہ جاھلیۃ۔(37)

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص معرفت امام کے بغیر مرا اس کی موت جاہلیت کی موت ہے

ایک دوسرے مقام پر آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

قال رسول ﷺ: لا یزال ھذا الأمر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان(38)

ترجمہ: جب تک قریش کے درمیان ۱۲ خلفاء موجود ہیں تو ان کا معاملہ درست رہے گا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عہد (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ)

فقہ حنفی کا نظریہ امامت:

فقہ حنفی پر متعدد کتب میں امام ابو حنیفہؒ کی عملی زندگی اور سیرت و کردار پر تفصیل سے تذکرہ موجود ہے۔

فقہ حنفی کے بانی کا نام نعمان، کنیت ابو حنیفہؒ اور لقب امام اعظم ہے(39)

تصور امامت کے بارے میں احناف کے نزدیک امامت کبریٰ ریاست کی سربراہی ہے۔ اور امامت صغریٰ نماز میں جماعت کی امامت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اولوالامر کے لیے خلیفہ کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمام خلافت ہاتھ میں لینے سے پہلے خلیفہ کا انتخاب عمومی ہونا چاہئے اور سب لوگوں کو اس میں شرکت کا موقع دینا چاہیئے۔

ربیع بن یونس حاجب خلیفہ منصور بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے امام مالک، ابن ابی ذویب اور ابو حنیفہؒ کو بلا کر اپنی خلافت کے بارے میں پوچھا: امام مالک نے ذرا نرم لہجے میں بات کی، تو(آپ)امام ابو حنیفہؒ نے ذرا سخت انداز میں بات کی، فرمایا: آپ خلیفہ تو بن گئے مگر آپ کی خلافت پر دو صاحب فتویٰ عالم بھی جمع نہیں ہوئے، حالانکہ خلافت مومنین کے احتجاج و مشورہ سے قائم ہوتی ہے" (40)

آپ کے نزدیک خلافت کی تکمیل مسلمانوں کے انتخاب سے ہوتی ہے۔ اور اس کیلئے بیعت کاملہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

آپ کے نزدیک خلافت کا انعقادِ خلیفہ سابق کی وصیت سے نہیں ہو سکتا وہ شخص بھی خلیفہ کہلانے کا استحقاق نہیں رکھتا جو جبراً اپنے آپ کو لوگوں پر ٹھونس دے، چاہے لوگ اس کی خلافت پر آخر میں راضی ہی کیوں نہ ہو جائیں، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اصلی خلافت وہ ہے جو عوام کے آزادانہ انتخاب سے عنان خلافت سنبھالنے سے قبل انعقاد پذیر ہو۔

احناف کے نزدیک مراتب امامت اس طرح سے ہیں:

أحق القوم بالامامۃ أقروهم لكتاب اللہ عزوجل وأعلمهم بالسنۃ فان كان فيهم كذالك رجلان أو ثلاثۃ فاكبرهم سناء فان كان غيره أورع منہ وأبين صلاحاً وهما فی القرأۃ والفقہ سواء فأفضلهاورعاً وأينهماصلاحاً۔(41)

مستخلف کو تین مشہور لفظوں (خلیفہ،امام اور امیر المومنین) سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن یہ تعبیر ان تینوں میں منحصر نہیں بلکہ سلطان، رئیس، سید، زعیم سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ اول تین مشہور ہیں۔علمانے اس کی تصریح کی ہے اور بعد والی نصوص سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔(42)

فقہ مالکی کا نظریہ امامت:

امام مالک رحمۃاللہ علیہ کا عہد (۹۳ھ تا۱۷۹ھ)

فقہ مالکی کے بانی مالک بن انس اور کنیت ابو عبداللہ ہے،امام دارالہجرت کے لقب سے مشہور ہوئے۔

امام مالک بن انس کا سیرت و کردار متعدد کتب میں موجود ہے۔

امام مالک کے نزدیک ریاست کی سربراہی امامت کبریٰ اور نماز میں جماعت کی امامت کروانے والا امامت صغریٰ پر فائز ہوتا ہے۔امامت کبریٰ و صغریٰ کا حق دار وہی ہو سکتا ہے جو مسلمان ہو، عاقل و بالغ ہو اور شریعت اسلامیہ کے تمام اُمور سے واقفیت رکھتا ہو۔ قانون الٰہی کا پابند ہو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بہتر طور پر سرانجام دے سکے۔(43)

امام صاحب خلافت کو ہاشمی یا علوی خاندان میں منحصر نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ابو بکر و عمر اور عثمان کا انتخاب علی منہاج النبوۃ تھا اور ان میں سے کوئی بھی ہاشمی نہ تھا بلکہ صرف قریشی تھے اور انہوں نے حضرت علی کو ان لوگوں کے مرتبہ میں شامل نہیں کیا بلکہ اکثر وہ اپنے قول میں یہ شامل کر لیتے تھے کہ جو طالب خلافت ہو وہ اس کے برابر نہیں جو اس کا طالب نہیں ہے۔

علامہ ابن حزم اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں کہ آئمہ اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ امامت قریش میں ہے۔أن الائمۃ من قریش (44)

جمہور مسلمانوں کا یہ اتفاق ہے کہ خلیفہ وامام خلافت کے لائق لوگوں میں سے منتخب کیا جائے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اگر خلیفہ اپنے بعد دوسرے کے لئے عہد لے لے۔بشرطیکہ اس میں ہوس کا شائبہ

نہ ہو جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے کے سلسلہ میں کیا یا حضرت عمرؓ نے کیا کہ اپنی مجلس شوریٰ کے چھ آدمیوں کو بہترین صحابہ میں انتخاب کرنے کا اختیار دیا اور جن کو رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا، وہ ان سے راضی ہیں۔

اس سلسلہ میں امام مالک کہتے ہیں کہ اہل حرمین یعنی مکہ اور مدینہ کے لوگوں کی بیعت ہی کافی ہے۔ جو بیعت کامل ہے۔ اور جو خلیفہ کو عام مسلمانوں کا امام بناتی ہے اس لئے کہ وہ سنت کے علمبردار ہیں وہی اہل حل و عقد ہیں۔(45)

فقہ شافعی کا نظریہ امامت:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عہد (۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ)

فقہ شافعیؒ کے بانی ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبد بن عبد یزید بن ھاشم بن مطلب بن عبد مناف قریشی مطلبی ہاشمی رحمتہ اللہ علیہ کا نسب نامہ یوں ہی ان کے تلمیذ رشید ربیع بن سلیمان مراری نے امام صاحب سے نقل کیا ہے۔(46)

اسمہٗ محمد و یکنی ابو عبداللہ

ترجمہ: آپ کا نام محمد اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔(47)

فقہ شافعی ہیں بھی امامت صغریٰ و کبریٰ کا تصور پایا جاتا ہے اور امام شافعی نے امام الصلوٰۃ کے مختلف مراتب کا تذکرہ کیا ہے۔ جو امام الصغریٰ پر فائز ہو سکتا ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیل درج ہے:۔

ولا یکبر المأموم حتی یفرغ الامام وبہٖ قال مالک و ابو یوسف وقال الشوریؒ وابوحنیفہٗ و محمدیکبر الامام کما یرکع مع رکوعہٗ دلیلنا فاذخولہٗ صلی اللّٰہٗ علیہٗ وسلم فاذاکبر الامام فبکروا۔(48)

فقہ شافعی کا نظریہ امامت بھی امامت کبریٰ و صغریٰ پر مبنی ہے۔ امامت کبریٰ سے مراد ریاستی اُمور کو بہتر طور پر سرانجام دینا اور امامت صغریٰ نماز میں جماعت کی امامت ہے۔ امامت صغریٰ و کبریٰ کا حقدار وہی ہو سکتا ہے جو مسلمان ہو، عاقل و بالغ ہو، شریعت اسلامیہ کے تمام اُمور سے واقفیت رکھتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے کام کرے، قانونِ الٰہی کا پابند ہو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بہتر طور پر سرانجام دے سکتا ہو۔

ومن صحت الصلوٰۃ فی نفسۃ صح الاقتداء الالمقتدیٰ یؤحکم أقرؤ کم مان لم یکن فاعلمکم بالسنۃ فان لم یکن فاقدمکم سناً۔ قال الشافعی کانوا یسلمون کباراً فیتفقھون قبل ان یقرأوا۔(49)

امام شافعی کے نزدیک امامت کبریٰ کے لیے ان شرائط کا ہونا ضروری ہے۔امام کی شروط میں سے ضروری شرط یہ ہے کہ ایک وقت میں ایک امام ہو سکتا ہے۔اسطرح مسلمانوں نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ بیک وقت دو خلیفہ ہوں صحیح نہیں کیونکہ یہ آپس میں نفرت اور بغض کا سبب بن سکتے ہیں۔جو درحقیقت خسارہ وبال ہیں۔اگر ایک وقت میں دو یا دو سے زیادہ امام ہوں تو کائنات کا نظام تباہ ہو جائے گا۔کیونکہ امام واحدانیت اور رسالت کا محافظ ہے۔نیز ہر خلیفہ رسول عالم شریعت ہوتا ہے۔(50)

فقہ حنبلی کا نظریہ امامت:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عہد (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ)

فقہ حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔احمد بن حنبلؒ بن ہلال الدین ادریسؒ بن عبداللہ بن انس بن عوفؒ بن قاسط بن مازن بن شیبانؒ بن ذیل بن ثعلبۃؒ بن عکابۃؒ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن منب بن اقصی بن دعمی بن جویلۃ بن اسد بن ربیعۃ بن بزاز بن مسعد بن عدنان بن اوبن اروبن الۃمسیع بن حمل بن النبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیۃ السلام ہے۔(51)

امام احمد بن حنبل کے نزدیک امامت صغریٰ اور کبریٰ کا تصور پایا جاتا ہے۔امامت کبریٰ سے مراد ریاست کی سربراہی اور امامت صغریٰ سے مراد دینی احکامات میں رہنمائی اور الصلوٰۃ نماز میں جماعت کا امام مراد ہے۔امام وہ ہے جو دین کی حفاظت اور دنیا کی سیاست میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کرے اور تمام لوگوں کے مسائل کا حل کرنا عمومی خلافت و امامت ہے اور تمام اُمت پر امام کی اتباع ضروری ہے۔ درج ذیل عبارت میں امامت صغریٰ کے مراتب کا تذکرہ ہے کہ امامت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے۔حنبلی نقطۂ نظر سے کافر کی امامت جائز نہیں۔مسلمانوں کا امام وہی ہو سکتا ہے جو دین کی نصرت کرے اور دین اسلام کو رفعت و بلندی عطا کر سکے۔اسی طرح امام صرف مرد ہی ہو سکتا ہے۔حنبلی نقطۂ نظر سے امامت کے مراتب یہ ہو سکتے ہیں۔

السنۃ أن یوم القوم أقرأهم ثم أفقههم ثم أسنهم ثم أقدمهم هجرۃ ثم أشرفهم ثم أتقاهم ثم من تقع لہ القرع، وصاحب البیت وإمام المسجد أحق بالإمامۃ إلا أن یکون بعضهم ذاسلطان،والحر أولی من العبد،والحاضرأولی من المسافر(52)

حنبلی نقطۂ نظر کے مطابق نظریہ امامت سے مراد یہ ہے کہ ! سنت یہ ہے کہ امامت کا حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ ان میں سے قاری ہے۔ان میں سے سب سے زیادہ فقہ کا علم رکھنے والا، پھر ان میں سے سب سے زیادہ عمر والا، پھر ان میں سے پہلے ہجرت کرنے والا پھر ان میں سب سے زیادہ حضرت پھر ان میں سب سے زیادہ متقی، پھر وہ جس کے حق میں قرعہ واقع ہو جائے اور صاحب بیت اور امام مسجد امامت کے زیادہ حق دار ہیں۔ سوائے سلطان کے آزاد امت میں سے غلام سے اولیٰ ہے۔ مقیم مسافر اولیٰ ہے اور دیکھنے والا اندھے سے اولیٰ ہے۔ کیا فاسق کی امامت صحیح ہو گی۔ حرامی کی امامت میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

فقہ جعفریہ کا نظریہ امامت:

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا عہد (۸۳ھ تا ۱۴۸ھ)

فقہ جعفری امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے منسوب ہے۔آپ کا نام ابو عبداللہ جعفر بن محمد الباقر بن زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور الصادق لقب ہے۔ راست گوئی اور حق گوئی کی وجہ سے آپ کو الصادق کہا جاتا تھا۔ بعض کے نزدیک خلیفہ منصور نے آپ کو یہ لقب دیا تھا۔آپ کو صادق آل محمد بھی کہا جاتا ہے۔(53)

امامت کا عقیدہ مکتب امامیہ میں انتخابی نہیں بلکہ انتصابی ہے۔اہل تشیع کے نزدیک امامت اصول دین میں سے ہے۔ رحلت سے قبل نبی اکرمؐ کے لئے ضروری تھا کہ آپ کسی شخص کو متعین کر کے جاتے۔ آپ نے اپنے بعد حضرت علیؓ کو حکم خداوندی سے اپنا وصی، امام اور خلیفہ متعین فرمایا۔ بعد میں حضرت علی کی اولاد میں امامت کا سلسلہ جاری رہا۔(54)

امام وقت کی معرفت ضروری ہے اس لیے پیغمبر اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ۔(55)

ترجمہ: جو اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر فوت ہو گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

صاحب دائرۃ المعارف تشیع نے لکھا ہے، کہ امامت اصول دین میں داخل ہے۔(56)

امام جعفر صادقؒ کا ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و دلیل اس کی مخلوق پر امام کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ امام کی پہچان ہو جائے، نیز زمین کبھی وجودِ امام سے خالی نہیں رہ سکتی۔(57)

علم امام سے متعلق امام جعفر صادقؒ کا قول روایت کیا جاتا ہے کہ امام جب کسی چیز کا علم حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ امام کو اس چیز سے آگاہ کر دیتا ہے۔(58)

امام کے بارے میں اہل تشیع کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ نبی کے مانند تمام آئمہ اپنے عہد طفولیت سے لے کر وفات تک تمام ظاہر و باطن، رذائل و فواحش سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور وہ سہواً، خطاء اور نسیان سے بھی معصوم ہوتے ہیں اگر امام سے معصیت کا صدور ممکن تصور کر لیا جائے اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہو تو امام کا مقام و مرتبہ اور عزت لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گی۔ اس کی اطاعت کوئی فائدہ نہ دے گی ،یوں اس کے منصب امامت پر فائز ہونے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اس کی اطاعت و تعظیم واجب نہیں رہے گی۔ امامت کے حوالہ سے یہ بھی ہے کہ امام دراصل نبی کی طرف سے شریعت کا محافظ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے معصوم تسلیم کرنا لازمی ہے وہ اپنے علم و عمل دونوں طرح سے شریعت کی حفاظت کرتا ہے شریعت پر امام کی محافظت اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتیں جب تک وہ معصوم نہ ہو۔(59)

اہل تشیع کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ ان کا امر و نہی اللہ تعالیٰ کا امر و نہی ہے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ان کی معصیت اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے۔ ان کا دوست اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ ان کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے ان کی کسی بات کو ردّ کرنا جائز نہیں۔ ان کا رد رسول اللہ کے رد کے مترادف اور رسول اکرم کا رد اللہ تعالیٰ کے رد کے مترادف ہے۔ لہٰذا آئمہ کے اوامر واحوال کی اطاعت واجب ہے۔

نظریہ امامت... تقابلی مطالعہ

مذاہب اسلامیہ میں سے مذاہبِ اربعہ ، حنفیؒ، مالکیؒ، شافعیؒ، حنبلیؒ کے نزدیک خلافت و امامت ،شوریٰ، بیعت، صحابہؓ کی سیرت سے قائم ہوتی ہے۔ ذیل میں ان امور کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو مذاہب اسلامیہ کے نزدیک نظریہ امامت کے بارے میں مورد مشترکات واختلاف ہیں۔

مشترکات:

نظریہ امامت کے بارے میں مذاہبِ اسلامیہ میں درج ذیل مشترکات ہیں۔امیر مملکت مسلمان ہو کیونکہ شریعت اسلامیہ کے مطابق نظام حکومت کو چلانے کے لیے وہی شخص مستحق ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔(60)۔"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے میں سے صاحبِ امر کی فرمانبرداری کرو۔

منصب امامت پر فائز انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل و بالغ ہو۔اس لیے شرعاً مجنون اور نابالغ کے کسی تصرف پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ "(61)o یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلے میں اس کو چُن لیا ہے۔اسے علم اور جسم میں کشادگی دی۔"رئیس مملکت کے لیے کفایت یعنی سیاست حاضرہ اور زمانہ کے جدید تقاضوں کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے۔ارشاد الٰہی ہوتا ہے

:-

وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔(62)۔"یعنی ہم نے داؤد علیہ السلام کو حکمت اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت دی۔"امام کے لیے علوم دینیہ کا ماہر ہونا بھی ضروری ہے تا کہ کلیات شرعیہ کی روشنی میں پیش آنے والے مسائل کو حل کر سکیں۔امارت متقی اور عادل انسان ہی کا کام ہے اور شجاعت بھی ہونا اس کے لیے ضروری ہے۔

امام یا خلیفہ کی اطاعت واجب ہے،امام عادل ہو،صداقت اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔لہٰذا امام صادق ہو۔یعنی امام کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو،امام شجاع، مدبر الامور، محافظ شریعت،اخلاقی اقدار کو فروغ دینے والا،معاشرے کی اصلاح اس کی اولین ذمہ داری ،بدعات کو فروغ دینے سے اجتناب اورامر باالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ سے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے والا ہو۔

اختلافات:

مذاہب اسلامیہ میں سے مسالک اربعہ، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا نقطۂ نظر امامت کی صفات و شرائط کے بارے میں مشترک ہے۔ صرف مراتب امامت میں اختلاف ہے۔

نظریہ امامت کے بارے میں مذاہبِ اسلامیہ کا جن پہلوؤں پر اختلاف ہے۔ذیل میں ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔امام معصوم ہو۔اہل سنت کے نزدیک غیر معصوم بھی امام ہو سکتا ہے۔اہل تشیع کے نزدیک امام بنی ہاشم اور اولاد فاطمہ سے ہو۔اللہ کی رضا اس کے ساتھ شامل ہوتی ہے اور شریف ترین انسان ہوتا ہے۔اس کا تعلق علم کی کان اور حلم میں کامل ہونا ہے۔امام سیاست سے مکمل طور آگاہ ہوتا ہے۔اور اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔اللہ کے احکام کا انجام دینے والا،اللہ کے بندوں کو نصیحت کرنے والا اور دین خدا کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔

مذاہبِ اسلامیہ میں سے مذاہبِ اربعہ کے نزدیک خلافت قریش کے علاوہ کسی کی تسلیم نہیں کی جاسکتی۔پورے عرب میں ان کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے۔

تطبیق کے امکانات:

امام کی اطاعت مذاہب اسلامیہ کے نزدیک واجب ہے۔تمام مکاتب فکر قرآن و سنت کی رو سے امام یا خلیفہ کا کام احکامات الٰہیہ کو نافذ کرنا ہے۔رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کی رحلت کے بعد دین کا محافظ امام یا خلیفہ ہے اور مذہبی رہنمائی کا ضامن ہے۔عصر حاضر میں فروعی اختلافات کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے۔مذاہبِ اسلامیہ میں خلیفہ وامام کا تعین ضروری ہے۔امام محافظ شریعت ہوتا ہے۔احکام شریعت کو نافذ کرتا ہے،امن وامان کا قیام اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔عصر حاضر میں تعلیمات قرآن و سنت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔تاکہ دین اسلام سے دوسرے غیر مسلم بھی متاثر ہوں اور دائرہ اسلام میں داخل ہوں۔فروعی اختلافت کا خاتمہ امت مسلمہ کی کامیابی کا واحد حل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ ابن منظور محمد بن مکرم،الافریقی،الامام،لسان العرب،بیروت: داراحیاءالتراث العربی،۱۴۰۸ھ،ج۱،ص ۲۱۳

2۔ الراغب الاصفھانی،ابن ابی القاسم الحسن بن محمد،المفردات فی غریب القرآن،

تحقیق محمد خلیل: سوات، مکتبہ صدیقہ، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۴۱۸ھ، ص ۳۳، ۳۴

3۔ الجوھری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ و صحاح العربیۃ، بیروت: دار العلم للملایین، ۱۹۵۶ء، ج ۵، ص ۱۸۶۵

4۔ فراھیدی، خلیل احمد، کتاب العین، قم: انتشارات اسوہ، الطبعۃ الخامس ۱۴۱۴ھ، ص ۱۰۶

5۔ الفیروزآبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، بیروت: دار الاحیاء التراث العربی، الطبع الثانیہ، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۴۲۰

6۔ فرہنگ منتخب اللغات عربی فارسی، تہران: کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ، ۱۸۹۴ء ص ۶۳

7۔ الجرجانی، السید الشریف علی بن محمد علی السید الزین الحنفی، کتاب التعریفات، کراچی: قدیمی کتب خانہ آرام باغ باب الف، ص ۲۸

8 The Oxford Encyclopedia of the modern ،John L.Esposito Islamic P.182-183،1995،II Edition،World ,Oxford University Press

9۔ نعیم اختر سندھو، ہند و پاک میں مسلم فرقوں کا انسائیکلوپیڈیا، لاہور: برائٹ بکس پبلشرز امپورٹرز اینڈ بک سیلرز ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار، ص ۱۶۳

10۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۳، لاہور: دانش گاہ پنجاب، طبع اولی، ۱۹۸۰ء، ص ۲۲

11۔ ابو النصر الفارابی، السیاسیات المدنیہ، القاہرۃ، دار التراث الاسلامیہ، ص ۹۳

12۔ المسعودی، مروج الذہب، مصر: البابی حلبی، ۱۳۴۶ھ، ج ۲، ص ۳۱۳

13۔ الجصاص، احمد بن علی، الاحکام القرآن، مصر: المطبعۃ المصر ۱۳۴۷ ج: ۲ ص ۱۹۳

14۔ الماوردی، الاحکام السلطانیہ، مترجم سید ابراہیم، کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۶۳ء، ص ۶

15۔ ایضاً

16۔ الطوسی، نظام الملک، سیر الملوک، پیرس، ۱۸۹۰، ص ۱۷

17۔ شہرستانی، ابو الفتح محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر، الملل والنحل، پشاور: مکتبہ حقانیہ، ج ۱، ص ۲۱

18۔ المرغینانی، برہان الدین، الہدایۃ، بیروت: دار الفکر، ج ۲، ص ۳۱۹

19۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد والنہایۃ المقتصد، مصر: البابی حلبی، ص ۲۹۷

20۔ الرازی، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین، التفسیر الکبیر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰، ج ۱۰، ص ۲۹۷

21۔ ابن جماعۃ، تحریر الاحکام، حیدر آباد، دار لکتب العربی، ۱۳۷۶ھ، ص ۳۵۶

22۔ ابن کثیر، ابو الفداء، عماد الدین اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، ۱۴۲۴ھ، ج ۱۲، ص ۱۰

23۔ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد، مقدمہ ابن خلدون، بیروت لبنان: موسسہ جمال اللطباعۃ والنشر، ص۲۱۹

24۔ السیوطی، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، بیروت: دارالمعرفت، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۰ھ، ص۱۳۸

25۔ حیدر زمان صدیقی، اسلام کا نظریہ سیاست، انڈیا مکتبہ دین ودانش ۱۸۷۳ء، ص۸۷

26۔ سیوطی، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، مصر، مکتبہ محمد علی، ۱۳۵۷ھ، ص۱۹۸

27۔ قاضی ابویعلیٰ الاحکام السلطانیہ قاہرہ، ۱۹۹۴ء، ص۱۹

28۔ سورۃ النساء ۵۹:۴

29 النووی، ابوزکریا، محیی الدین، بن شرف، شرح صحیح مسلم، بیروت: دارالنفائس، ۲، ص۲۲۵

30۔ سورۃ الفاطر ۳۵: ۲۴

31۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، تفہیم القرآن، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۷۴ء، اشاعت ہفتم، ج۴، ص۲۳۱

32۔ سورۃ الرعد ۱۳:۷

33۔ البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاریؒ باب اطاعت وسمع، بیروت، دارالفکر، الطبعۃ اولی ۱۴۰۱، ج:۲، ح:۴۴۴۹، ص۹۸

34۔ البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، بیروت، دارالفکر، الطبعۃ اولی ۱۴۰۱، ج۲، ح۲۷۴۴، ص۱۱۸

35۔ الکلینی، محمد بن یعقوب، الاصول من الکافی، کتاب الحجۃ من مات ولیس لہ امام، بیروت: دارالکتب الاسلامیہ، طبع الثالث، ۱۳۶۷ھ، ج۳، ص۳۷۷

36۔ الطبرانی، المعجم الکبیر، القاہرۃ: دار حیاء التراث العربی، الطبعۃ الثانی، ۱۴۱۵ھ، ج۱۰، ص۲۸۹

37۔ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت: دارلفکر، الطبعۃ الاؤلی، ۱۴۱۹ھ، ج۱۲، ص۲۰۱

38۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، تحقیق احمد بن محمد شاکر، قاہرہ: دارالحدیث، الطبع اولی، ۱۴۱۶ھ، ج۴، ص۹۶

39۔ ابن حجر، ہیثمی، ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن محمد، الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہؒ النعمان، بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ، ص۳۱

40۔ علاء الدین السمرقندی تحفۃ الفقہاء بیروت البنان دارالکتب العلمیۃ الجزالاول، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵، ص۱۱۹تا۲۷۷

41. الشوکانی محمد بن علی الدراری المضیۃ شرح الدررالطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۸، ج۲ ص۴۲۰

42۔ حقانی، عبدالباقی، مولانا، اسلام کا نظام سیاست وحکومت حضور اقدس ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں، مترجم سید امیر انور حقانی، نوشہرہ: القاسم اکیڈمی اشاعت اول، ۱۹۸۸ء، ج۱، ص۳۷

43۔ ابن حزم الظاہری، الملل والنحل، القاہرہ، مکتبہ التجاریۃ، ج۴، ص۴۷

44۔اصلاحی، مولوی ضیاءالدین،تذکرۃ المحدثین--،اسلام آباد: نیشنل بک فائونڈیشن،ج ا،ص ۵

45۔ الخطیب،ابو بکر احمد بن علی البغدادی،تاریخ بغداد،بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۲ء،ج ۲،ص ۵۷

46۔ الشافعی، محمد بن ادریس،الام،بیروت: دار لمعرفت،ج ا ص ۹

47۔ابوالحسن یحییٰ بن ابی الخیر العمرانی البیان فی مذہب الامام شافعی جدہ دار المنہاج ۲۰۱۰ء، کتاب الصلوٰۃ، ص ۳۱۰

48۔عثمان بن عبدالرحمن باابن الصلاح شرح مشکل الوسیط العسودیۃ، دار کنور المملکۃ العربیۃ...۲۰۱۱،ج ۲،ص ۲۴۳

49۔مبارک پوری، قاضی اطہر، سیرت آئمہ اربعہ، لاہور، ناشر ادارہ اسلامیات انار کلی، اشاعت اول ۱۴۱۰، ص ۱۲۱

50۔ ابن ابی یعلی، ابوالحسین محمد بن قاضی، طبقات الحنابلۃ، السعودیۃ: من مطبوعات صاحب الجلالۃ، ص ۳

51۔ موفق الدین عبداللہ بن احمد قدامہ المقدسی، بیروت دار الکتب العلمیۃ الطبعۃ الاولی ۱۳۹۷ھ، ص ۳۶

52۔ عبدالحسن محمد علی، دور الصادق فی اُمامۃ الاسلام والمسلمین، ایران: وزراۃ الارشاد والاسلامی الجمھوریۃ الاسلامیۃ، الطبعۃ الثالث، ۱۴۰۱ھ، ص ۱۲

53۔ ابو زہرہ محمد، حیات امام جعفر صادقؒ، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۹Ó

54۔ شہرستانی، الملل والنحل، ج ا، ص ۱۶۹

55۔ الکلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، ج ۲، ص ۱۶۔۱۷

56۔ آغا سلطان محمد مرزا، فلسفہ ءامامت، کراچی: دار ایجوکیشنل پریس، اشاعت دوم، ۱۹۵۲ء، ص ۱۳۵

57۔ دائرہ المعارف تشیع، قم، مکتبہ امام رضا، ایران، ۱۹۸۸ء، ج ۲، ص ۲۴۵،

58۔ آیت اللہ، شیخ محمد حسین آل کاشف، اصل واصول شیعہ، مترجم سید ابن حسن نجفی، کراچی: ادارہ تمدن اسلام، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۳

59۔ الکلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، ج ا، ص ۱۳۵

60 سورۃ النساء ۵۹:۴

61 سورۃ البقرۃ ۲۴۷:۲

62 سورۃ ص ۲۰:۳۸